فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): ممانی سے زنا کیا، کیا اس کی بیٹی سے نکاح جائز ہے؟

(جواب): ممانی کی بیٹی سے نکاح جائز ہے۔ زنا سے حرمت مصاہرت (سسراتی رشتہ داری) ثابت نہیں ہوتی۔

(سوال): بیوی سے خلوت اختیار کرنے سے پہلے سالی سے زنا کیا، کیا حکم ہے؟

(جواب): بیوی سے جو نکاح ہوا، اس میں کچھ خلل واقع نہیں ہوا۔ زنا سے مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔

(سوال): غیر مدخولہ منکوحہ کی ماں کا بوسہ لیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): نکاح قائم ہے، زنا یا چھونے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔

(سوال): اگر سسر اپنی بہو سے زنا کرے، تو کیا بہو کو طلاق ہو جائے گی؟

(جواب): باپ کے زنا کرنے سے بہو اور بیٹے کے نکاح میں کچھ خلل واقع نہیں ہوتا، زنا سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ حرام کام سے حلال کام حرام نہیں ہوتا۔

(سوال): ایک شخص نے عورت اور اس کی بیٹی دونوں سے زنا کیا، کیا حکم ہے؟

(جواب): گو کہ زنا گناہ کبیرہ ہے، مگر اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی، لہٰذا زانی ماں بیٹی دونوں میں سے کسی سے بھی نکاح کر سکتا ہے۔

(سوال): سوتیلی ساس اگر داماد سے بدن ملا دے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): فعل بد ہے، مگر اس سے نکاح پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔

(سوال): گیارہ سالہ لڑکے نے جس عورت کو شہوت سے چھوا، کیا اس کی لڑکی سے نکاح ہوسکتا ہے؟

(جواب): نکاح ہوسکتا ہے، زنا یا چھونے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

(سوال): ربیبہ (بیوی کی پہلے شوہر کی اولاد) سے نکاح کا کیا حکم ہے؟

(جواب): اگر منکوحہ سے خلوت اختیار نہیں کی اور طلاق دے دی یا منکوحہ فوت ہوگئی، تو منکوحہ کی لڑکی سے نکاح ہوسکتا ہے اور اگر منکوحہ سے خلوت اختیار کر لی، تو منکوحہ کی لڑکی سے کبھی بھی نکاح نہیں ہوسکتا۔ یہ اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ (النّساء: ٢٣)

''تمہاری پرورش میں موجود وہ لڑکیاں (بھی تم پر حرام ہیں)، جو تمہاری ان بیویوں (کی سابقہ شوہروں) سے ہیں، جن سے تم دخول کر چکے ہو۔ اگر تم نے ان سے دخول نہیں کیا، تو تم پر کوئی حرج نہیں (کہ تم اپنی بیویوں کی سابقہ لڑکیوں سے نکاح کرلو)۔''

(سوال): بیوی کے مرنے کے کتنے دن بعد اس کی بہن، خالہ، پھوپھی یا بھتیجی سے نکاح کیا جاسکتا ہے؟

(جواب): بیوی کی بہن، خالہ، پھولی، بھتیجی یا جن سے بیوی کی موجودگی میں نکاح کرنا جائز نہ تھا، بیوی کی موت کے فورا بعد ان سے نکاح حلال ہے۔ اس کی کوئی مدت نہیں۔

(سوال): بیٹے کی مدخولہ مطلقہ یا بیوہ سے باپ کا اور باپ کی مدخولہ مطلقہ یا بیوہ سے بیٹے کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(جواب): دونوں کے لیے ایک دوسرے کی منکوحہ سے نکاح جائز نہیں، خواہ خلوت اختیار کی ہو یا نہ کی ہو۔

سسر اور بہو کا کبھی نکاح نہیں ہوسکتا، یہ محرمات ابدیہ میں سے ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿...... وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمْ ......﴾(النّساء: ۲۳)

''......اور تمہارے بیٹوں کی منکوحات کو (بھی تم پر حرام کر دیا گیا ہے)۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾(النّساء: ۲۲)

''جو عورتیں جو تمہارے آباء کی منکوحہ رہ چکی ہوں، ان سے تم نکاح نہ کرو۔''

یہاں دونوں حکم عام ہیں، مدخولہ یا غیر مدخولہ کی قید نہیں۔

(سوال): ایک عورت کو شہوت سے چھوا، کیا اس کی سوتن کی لڑکی سے نکاح جائز ہے؟

(جواب): نکاح ہوسکتا ہے، زنا یا شہوت سے مَس کرنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

(سوال): جس نابالغہ سے زنا کیا، کیا اس کی ماں سے نکاح جائز ہے؟

(جواب): نکاح ہوسکتا ہے، زنا سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔

(سوال): جس کافرہ عورت سے زنا کیا، کیا اس کی مسلمان لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے؟

(جواب): نکاح کرسکتا ہے، زنا سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

(سوال): بیوہ کو صحبت سے پہلے طلاق دے دی، کیا اس کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے؟

(جواب): ربیبہ کی ماں کو دخول سے پہلے طلاق دے دی، تو ربیبہ سے نکاح ہو سکتا ہے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾(النّساء : ۲۳)

''تمہاری پرورش میں موجود وہ لڑکیاں (بھی تم پر حرام ہیں)، جو تمہاری ان بیویوں (کی سابقہ شوہروں) سے ہیں، جن سے تم دخول کر چکے ہو۔ اگر تم نے ان سے دخول نہیں کیا، تو تم پر کوئی حرج نہیں (کہ تم اپنی بیویوں کی سابقہ لڑکیوں سے نکاح کرلو)۔''

(سوال): ولد الحرام لڑکی سے نکاح کا کیا حکم ہے؟

(جواب): اس لڑکی سے نکاح جائز نہیں، کیونکہ وہ اس کا ناجائز خون ہے، مگر ہے تو اسی کا ہی۔ اس لیے زانی کا اپنی ناجائز لڑکی سے نکاح جائز نہیں۔

(سوال): بیٹی باپ پر زنا کا الزام لگاتی ہے، مگر باپ منکر ہے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): جب تک زنا ثابت نہیں ہو جاتا، بیٹی کی بات کا اعتبار نہ ہوگا اور اگر ثابت ہو جائے، تو باپ کو حد زنا لگائی جائے گی، البتہ بیٹی سے زنا کرنے سے بیوی کے نکاح پر کچھ حرج واقع نہ ہوگا، کیونکہ زنا سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

(سوال): بیوی کا خیال ہے کہ میرے شوہر نے میری بیٹی سے صحبت کی ہے، تو نکاح کا کیا حکم ہے؟

(جواب): محض گمان اور خیال سے زنا کا حکم نہیں لگتا، البتہ اگر زنا ثابت بھی ہو جائے، تو بھی میاں بیوی کے نکاح میں کچھ حرج واقع نہ ہوگا۔

سوال: اجنبی عورت کو چھوا اور انزال ہو گیا، کیا حرمت مصاہرت ثابت ہو گئی؟
جواب: زنا یا چھونے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔ مصاہرت نکاح صحیح سے ثابت ہوتی ہے۔

سوال: جس عورت سے نکاح حلالہ کیا ہو، کیا اس کی بیٹی سے نکاح ہو سکتا ہے؟
جواب: نکاح حلالہ منعقد نہیں ہوتا، کیونکہ یہ زنا ہے اور زنا سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی، حرمت نکاح صحیح سے ثابت ہوتی ہے۔ لہٰذا جس سے نکاح حلالہ ہوا تھا، اس کی بیٹی سے حلالہ کرنے والے کا نکاح ہو سکتا ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حلالہ کے بارے پوچھا گیا، فرمایا:

هُمَا زَانِيَانِ وَإِنْ مَكَثَا عَشْرَ سِنِينَ أَوْ عِشْرِينَ سَنَةً، إِذَا أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا لِذٰلِكَ .

''دونوں زانی ہیں، خواہ دس سال اکٹھے رہ چکے ہوں یا بیس سال۔''

(المطالب العالية لابن حجر : 1693، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ حلالہ کو غیر شرعی قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

إِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ لِيُحَلِّلَهَا، ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يُّمْسِكَهَا، فَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يُّمْسِكَهَا، حَتّٰى يَتَزَوَّجَهَا بِنِكَاحٍ جَدِيدٍ .

''اگر کوئی مرد کسی عورت سے حلالہ کی نیت سے نکاح کرے، پھر اسے (مستقل طور پر) اپنے پاس رکھنے کا ارادہ کر لے، تو اس کے لیے نیا نکاح کیے بغیر اس عورت کو اپنے پاس رکھنا حرام ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 1120)

سوال: بیوی قادیانی ہوگئی اور قادیانی سے شادی لی، جس سے لڑکی پیدا ہوئی، کیا پہلا شوہر اس لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے؟

جواب: اس لڑکی سے نکاح نہیں ہوسکتا۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾(النّساء : ۲۳)

''تمہاری پرورش میں موجود وہ لڑکیاں (بھی تم پر حرام ہیں)، جو تمہاری ان بیویوں (کی سابقہ شوہروں) سے ہیں، جن سے تم دخول کر چکے ہو۔ اگر تم نے ان سے دخول نہیں کیا، تو تم پر کوئی حرج نہیں (کہ تم اپنی بیویوں کی سابقہ لڑکیوں سے نکاح کرلو)۔''

جس منکوحہ سے خلوت اختیار کر لی گئی ہے، اس کی کسی اولاد سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ گو کہ بیوی اسلام سے مرتد ہوکر قادیانی ہوچکی ہے، مگر اس سے خلوت اختیار ہو چکنے کی وجہ سے اس کی تمام اولاد سابقہ شوہر پر حرام ہوچکی ہے۔

سوال: سسر نے بہو کا ہاتھ پکڑا، یہ معلوم نہیں کہ شہوت سے پکڑا یا بغیر شہوت کے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: بغیر شہوت کے پکڑا، تو کوئی حرج نہیں، اگر شہوت سے پکڑا، تو گناہِ کبیرہ کیا، مگر دونوں صورت میں بیٹے اور بہو کے نکاح میں کچھ حرج واقع نہ ہوا۔

سوال: ''تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں، اپنی کھیتی کو جس طرح چاہو آؤ۔'' سے بعض لوگ پچھلی شرمگاہ میں جماع کا جواز پیش کرتے ہیں، یہ استدلال کیسا ہے؟

(جواب): نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾ ''تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں، اپنی کھیتی کو جس طرح چاہو آؤ۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

نَزَلَتْ فِي إِتْيَانِ النِّسَاءِ فِي أَدْبَارِهِنَّ .

''یہ آیت کریمہ عورتوں سے پچھلی جانب سے جماع کرنے کے بارے میں نازل ہوئی۔''

(تفسير الطّبري: ۷۵۱/۳، وسندهٔ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی کے بارے میں ہے:

كَانَ لَا يَرٰى بَأْسًا أَنْ يَأْتِيَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ فِي دُبُرِهَا .

''آپ رضی اللہ عنہ عورت کی پشت کی طرف سے جماع کرنے میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے تھے۔''

(السّنن الكبرٰى للنّسائي: ۸۹۳۱، وسندهٔ حسنٌ)

ان روایات سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما غیر فطری مجامعت جائز سمجھتے تھے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ پیچھے سے آگے والی شرمگاہ میں جماع کرنا جائز ہے۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ سعید بن یسار بن ابی حباب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: إِنَّا نَشْتَرِي الْجَوَارِيَ فَنُحَمِّضُ لَهُنَّ قَالَ: وَمَا التَّحْمِيضُ؟ قَالَ: نَأْتِيهُنَّ فِي أَدْبَارِهِنَّ قَالَ: أَوَ أَوَ يَعْمَلُ هٰذَا مُسْلِمٌ؟ .

''میں سے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا: ہم لونڈیاں خریدتے ہیں اور

ان سے تحمیض کرتے ہیں، پوچھا، تحمیض کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ ہم ان کی دبر میں جماع کرتے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا کوئی مسلمان ایسا کرسکتا ہے؟''

(السّنن الکبرٰی للنّسائي : ٨٩٧٩، شرح مشکل الآثار للطّحاوي : ٤٢٦/١٥، وسندہٗ صحیحٌ)

اب اس کے متعلق علمائے کرام کی تحقیق ملاحظہ ہو:

❀ علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

''بعض لوگ بیوی سے غیر فطری مجامعت کو جائز سمجھتے ہیں، وہ اس آیت اور اس بارے میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی تفسیر سے دلیل لیتے ہیں، حالانکہ نہ آیت میں کوئی دلیل ہے اور نہ ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ کی تفسیر میں کوئی واضح لفظ ہے۔''

(کشف المُشکل : 582/2)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

''جس نے سلف اور ائمہ سے اس فعل بد کی اباحت بیان کی ہے، اسے یہاں سے غلطی لگی ہے۔ جبکہ سلف نے پشت کی جانب سے اگلی شرمگاہ میں مجامعت کا جواز پیش کیا ہے، چنانچہ مرد پچھلے حصے سے جماع کرے گا، نہ کہ پچھلے حصے میں۔ سننے والے کو ''سے'' کا لفظ ''میں'' کے ساتھ مشتبہ ہوگیا، وہ دونوں میں فرق نہیں سمجھ سکا۔ سلف اور ائمہ دین نے اس صورت کو جائز قرار دیا ہے، لیکن غلط بیانی کرنے والے نے ان کی طرف قبیح ترین اور فحش ترین بات منسوب کی ہے۔''

(زاد المَعاد : ٢٦١/٤)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا مَحْمُولٌ عَلٰى مَا تَقَدَّمَ، وَهُوَ أَنَّهٗ يَأْتِيهَا فِي قُبُلِهَا مِنْ

دُبُرِهَا لِمَا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کا مطلب یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کی پچھلی جانب سے اس کی اگلی شرمگاہ میں جماع کرسکتا ہے، جیسا کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے ان سے روایت بیان کی ہے۔''

(تفسير ابن كثير : ٥٢٦/١)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک دوسری روایت بھی آئی ہے کہ عورتوں کی پشتوں میں جماع کرنا حرام ہے۔ ان سے رخصت کے بارے میں جو روایات آئی ہیں، وہ صحیح بھی ہوں، تو صریح نہیں۔ بلکہ احتمال ہے کہ آپ کی مراد یہ تھی کہ پچھلی جانب سے اگلی شرمگاہ میں جماع کرنا جائز ہے۔ ہم نے اس مسئلہ کو ایک مفید کتاب میں واضح کردیا ہے۔ کوئی عالم اگر اس کا مطالعہ کرے گا، تو ضرور اس کی حرمت کا فیصلہ کرے گا۔''

(سِيَر أعلام النُّبَلاء : ١٠٠/٥)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ الثَّابِتُ بِلَا شَكٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ يُحَرِّمُهٗ .

''بے شک سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ اس فعل کو حرام سمجھتے تھے۔''

(تفسير ابن كثير : ٥٣٣/١)

❁ نیز فرماتے ہیں:

نَصٌّ صَرِيحٌ مِنْهُ بِتَحْرِيمِ ذٰلِكَ، فَكُلُّ مَا وَرَدَ عَنْهُ مِمَّا يَحْتَمِلُ وَيَحْتَمِلُ فَهُوَ مَرْدُودٌ إِلٰى هٰذَا الْمُحْكَمِ.

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس فعل کی حرمت کے بارے میں صریح نص موجود ہے، لہٰذا جو کچھ اس بارے میں محتمل ہے، اسے محکم کی روشنی میں سمجھیں گے۔''

(تفسير ابن كثير : ٥٣٣/١)

❀ عبدالرحمٰن بن سابط رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''میں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پوتی سیدہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن سے عرض کیا: آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں، مگر شرم آڑے ہے۔ فرمایا: بیٹا! جو چاہیں پوچھیں، عرض کیا: مجھے آپ سے غیر فطری مجامعت کے متعلق پوچھنا ہے، فرمایا: مجھے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ انصار اپنی عورتوں کو اوندھا لٹا کر جماع نہیں کرتے تھے، جبکہ مہاجرین کرتے تھے۔ ایک مہاجر نے انصاریہ سے نکاح کیا اور اسے مجامعت کے لئے اوندھا لیٹنے کا کہا، تو وہ انکاری ہوئی اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر ماجرا سنایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو انصاریہ شرم سے باہر چلی گئی۔ سیدہ نے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے بلائیں، بلایا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: ﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ﴾ اور فرمایا: جماع کا تو ایک ہی راستہ ہے۔''

(سنن الدّارمي : ١١٥٩، مسند الإمام أحمد : ٣٠٥/٦، تفسير الطّبري : ٩٢/٢، وسندهٗ حسنٌ)

❀ حافظ بغوی رحمہ اللہ (٥١٠ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّهٗ يَجُوزُ لِلرَّجُلِ إِتْيَانُ زَوْجَتِهٖ فِي قُبُلِهَا مِنْ جَانِبِ دُبُرِهَا، وَعَلٰى أَيِّ صِفَةٍ شَاءَ.

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ خاوند اپنی بیوی کے پیچھے سے اگلی شرمگاہ میں جماع کر سکتا ہے، اس کے علاوہ بھی کوئی سا طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔''

(شرح السّنة: ۱۰٦/۹)

سوال: سسر نے بہو سے زنا کیا، مگر نہ گواہ ہیں اور نہ اقرار کرتا ہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جب تک شرعی گواہی ثابت نہیں ہو جاتی، یا زانی اقرار نہیں کر لیتا، حد قائم نہیں ہو سکتی۔ البتہ اگر زنا ثابت ہو جائے، تو زانی پر حد قائم ہو گی، مگر بہو اور بیٹے کے نکاح میں کچھ حرج واقع نہیں ہوتا، کیونکہ حرمت مصاہرت نکاح صحیح سے ثابت ہوتی ہے۔

سوال: زنا پر کوئی گواہ موجود نہیں، مگر زانی اقرار کرتا ہے، تو کیا حد شرعی قائم ہو سکتی ہے؟

جواب: زانی خود اقرار کر لے، تو زنا کی حد شرعی قائم ہو گی، مگر اس صورت میں پوری جانچ کر لینی چاہیے کہ وہ نشے میں تو اقرار نہیں کر رہا یا کسی کے دباؤ میں خود کو مجرم تو نہیں بتلا رہا۔ اگر وہ ہوش و حواس میں زنا کا اقرار کر لے، تو اس پر حد نافذ کر دی جائے۔

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''اسلم قبیلے کا ایک آدمی (ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے زنا کا اعتراف کیا، پھر اس نے دوبارہ اعتراف کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ موڑ لیا، اس نے پھر اعتراف کیا، تو آپ نے پھر منہ موڑ لیا، حتی کہ اس نے اپنے خلاف چار بار گواہی دی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: کیا آپ دیوانے ہو؟ اس نے کہا: نہیں! آپ نے دریافت کیا: کیا آپ

شادی شدہ ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں!۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق حکم فرمایا، تو اسے عید گاہ میں سنگسار کیا گیا۔ جب پتھروں نے اسے تکلیف پہنچائی، تو وہ بھاگ اٹھا، چنانچہ اسے پکڑ کر رجم کر دیا گیا، حتی کہ وہ مر گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق اچھے خیالات کا اظہار کیا، لیکن اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔''

(صحيح البخاري: 6820، صحيح مسلم: 16/1691، مختصرًا)

❀ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''جہینہ قبیلے کی ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر زنا کا اقرار کیا اور کہنے لگی: میں حاملہ ہو چکی ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ولی کو بلا کر فرمایا: اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا، جب بچہ پیدا ہو جائے، تو مجھے بتانا۔ چنانچہ اس نے ایسے ہی کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس (عورت) کے کپڑے اس پر مضبوطی سے باندھ دیے گئے، پھر آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا، تو اسے رجم کر دیا گیا، پھر آپ نے اس کا جنازہ پڑھایا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ کے رسول! آپ نے اسے رجم کیا، پھر اس کا جنازہ بھی پڑھا دیا؟ فرمایا: اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر مدینہ کے ستر آدمیوں کے درمیان تقسیم کر دی جائے، تو انہیں بھی کافی ہو جائے، کیا آپ نے اس سے بہتر توبہ کبھی پائی ہے کہ اس نے اللہ کی خاطر اپنی جان ہی قربان کر دی ہے؟''

(صحيح مسلم: 1696)

سوال: زانی اور زانیہ میں سے ایک نے اقرار کیا، دوسرے نے انکار کیا، جس نے

اقرار کیا، اس کے پاس چار گواہ بھی نہیں، تو کیا دونوں پر حد نافذ کی جائے گی؟

(جواب): جس نے زنا کا اقرار کیا، اس پر حد نافذ ہوگی، جو زنا کا انکار کردے، اس پر حد نافذ نہ ہوگی، تا آنکہ چار گواہ پیش کر دیے جائیں، البتہ اسے آخرت میں سزا ہوگئی۔

(سوال): جو شخص ایک بار زنا کا اقرار کیا اور دوسری بات انکار کردے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): شک وشبہ کی بنا پر حد قائم نہ ہوگی، جب تک ہوش وحواس کے ساتھ زنا کا اقرار نہیں کرتا یا چار عینی گواہ نہیں مل جاتے، اس پر حد قائم نہ ہوگی۔

(سوال): اگر منکوحہ مرتد ہو جائے، تو کیا ارتداد سے حرمت مصاہرت ختم ہو جاتی ہے؟

(جواب): ارتداد سے نکاح ختم ہو جاتا ہے، حرمت مصاہرت قائم رہتی ہے، لہٰذا جن رشتہ داروں سے ارتداد سے پہلے نکاح منع تھا، ان رشتہ داروں سے ارتداد کے بعد بھی منع ہے۔ مثلاً مرتدہ کی والدہ اور ربیبہ سے نکاح جائز نہیں۔

(سوال): حد زنا کے ثبوت کے لیے کتنے گواہ ضروری ہیں؟

(جواب): چار معتبر گواہ، جنھوں نے خود زنا کرتے دیکھا ہو۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی شک وشبہ کی بنا پر گواہی دے رہا ہے، تو باقی تینوں کی گواہی بھی رد کر دی جائے گی۔

(سوال): جو کسی پر زنا کی تہمت لگائے، پھر پورے چار گواہ پیش نہ کرے، تو اس کی کیا سزا ہے؟

(جواب): اس پر حد قذف (تہمت) ہے۔ اس حد میں اَسی کوڑے لگائے جائیں گے۔ اگر کوئی شخص تین گواہ لائے، چوتھا نہ مل سکے، تو بھی اسے حد قذف لگے گی اور آئندہ اس کی کسی معاملہ میں گواہی معتبر نہ ہوگی۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾(النّور: ٤)

''جولوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، پھر چار گواہ بھی نہیں لے کر آتے، تو انہیں اَسی کوڑے (حد قذف میں) لگاؤ اور آئندہ ان کی گواہی بھی قبول نہ کرو، یہ فاسق لوگ ہیں۔''

(سوال): کیا رضاعت سے حرمت ثابت ہوتی ہے؟

(جواب): جو حرمت نسب سے ثابت ہوتی ہے، وہی حرمت رضاعت سے بھی ثابت ہوتی ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ.

''رضاعت بھی ان رشتوں کو حرام کر دیتی ہے، جنہیں ولادت (نسب) حرام کرتی ہے۔''

(صحيح البخاري: 2646، صحيح مسلم: 1444)

❁ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ آپ حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح کر لیں۔ فرمایا: وہ تو میری رضاعی بھتیجی ہیں۔ (صحیح بخاری: ۵۱۰۰)

(سوال): رضاعت کب ثابت ہوتی ہے؟

(جواب): رضاعت کی مدت دو سال ہے، اس مدت میں کم از کم پانچ دفعہ یا اس سے زائد مرتبہ دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ .

''ایک یا دو دفعہ دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔''

(صحيح مسلم : 1450)

❁ دوسری روایت ہے:

لَا تُحَرِّمُ الْإِمْلَاجَةُ وَالْإِمْلَاجَتَانِ .

''ایک یا دو دفعہ پستان منہ میں دینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔''

(صحيح مسلم :1451)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، اس وقت میرے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کون ہے؟ عرض کیا: یہ میرا رضاعی بھائی ہے، فرمایا: پہچان لیں کہ آپ کے بھائی کون ہیں، رضاعت تب ثابت ہوتی ہے، جب دودھ ہی بچے کی غذا ہوتی ہے۔''

(صحيح البخاري : 2647، صحيح مسلم : 1455)

❁ سیدہ امِ فضل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''بنو عامر بن صَعصَعہ کے ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا ایک دفعہ دودھ پینے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے؟ فرمایا: نہیں۔''

(صحيح مسلم :1451)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

’’پہلے قرآنِ مجید میں یہ حکم نازل ہوا تھا کہ دس دفعہ دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے، پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور پانچ دفعہ دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہونے کا حکم نازل ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات (کے بہت قریب) تک قرآنِ کریم میں اسی طرح پڑھا جاتا تھا۔‘‘

(صحيح مسلم : 1452)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اگر بچہ پانچ سے کم دفعہ کسی عورت کا دودھ پی لے، تو رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔ اگر چہ پانچ دفعہ والی آیت کی قرأت اب قرآنِ کریم میں نہیں ہوتی، لیکن حکم باقی ہے۔

❁ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام سالم کے متعلق ان کی بیوی، سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

أَرْضِعِيهِ خَمْسَ رَضْعَاتٍ، فَكَانَ بِمَنْزِلَةِ وَلَدِهِ مِنَ الرَّضَاعَةِ .

’’اس کو پانچ دفعہ دودھ پلا دیں، وہ رضاعت کی بنا پر ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی اولاد کی طرح ہو جائے گا۔‘‘

(المؤطّأ للإمام مالك : 605/2، وأصله في صحيح البخاري : 5088، مسند الإمام أحمد : 201/6، 271، والسياق لهٗ)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ پانچ کم ترین حد ہے، اس سے کم میں حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

سوال: لڑکا لڑکی کا نکاح ہو گیا، بعد میں معلوم ہوا کہ دونوں رضاعی بہن بھائی تھے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): رضاعی حرام رشتہ ثابت ہونے کے بعد فوراً دونوں میں جدائی کرائی جائے گی۔ یہ نکاح فسخ ہو جائے گا۔

❁ سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''میں نے ابواہاب کی بیٹی (ام یحییٰ) سے شادی کی، کالے رنگ کی ایک عورت آ کر کہنے لگی: میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں پوچھا، تو آپ نے مجھ سے منہ موڑ لیا، میں نے پھر پوچھا، تو آپ ﷺ نے پھر منہ موڑ لیا، تیسری یا چوتھی مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب یہ بات کہی جا چکی ہے، تو وہ تیرے ساتھ کیسے رہ سکتی ہے؟ پس آپ نے اسے اس (کی بیوی کے ساتھ رہنے) سے منع کر دیا۔''

(صحيح البخاري: 2659)

(سوال): مریم نے زید کی بیوی کا دودھ پیا، کیا مریم کے ساتھ زید کے بیٹے کی شادی ہو سکتی ہے؟

(جواب): مریم زید کی رضاعی بیٹی ہے اور زید کا بیٹا مریم کا رضاعی بھائی ہے، اس لیے ان کا آپس میں نکاح نہیں ہو سکتا۔

(سوال): بچی نے صرف منہ لگایا، کیا حرمت ثابت ہو گئی؟

(جواب): کم از کم پانچ بار پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ.

''ایک یا دو بار دودھ چوسنے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔''

(صحيح مسلم : 1450)

(سوال): اگر کوئی عورت خیال ظاہر کرے کہ شاید میں نے فلاں لڑکی اور لڑکے کو دودھ پلایا ہے، کیا اس شک سے حرمت ثابت ہوتی ہے؟

(جواب): جب تک یقینی گواہی نہ ہو، حرمت ثابت نہ ہوگی، لڑکا اور لڑکی نکاح کر سکتے ہیں۔

(سوال): عورت یقین سے کہے کہ میں نے فلاں لڑکے اور لڑکی کو دودھ پلایا ہے، مگر دوسرے لوگ انکار کریں، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): عورت کی بات کا اعتبار ہے۔ اس مسئلہ میں اکیلی عورت کی گواہی کافی ہے۔

❀ سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''میں نے ابواہاب کی بیٹی (ام یحییٰ) سے شادی کی، کالے رنگ کی ایک عورت آ کر کہنے لگی: میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں پوچھا، تو آپ نے مجھ سے منہ موڑ لیا، میں نے پھر پوچھا، تو آپ ﷺ نے پھر منہ موڑ لیا، تیسری یا چوتھی مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب یہ بات کہی جا چکی ہے، تو وہ تیرے ساتھ کیسے رہ سکتی ہے؟ پس آپ نے اسے اس (کی بیوی کے ساتھ رہنے) سے منع کر دیا۔''

(صحيح البخاري : 2659)

(سوال): قریب المرگ بیوی نے شوہر سے کہا کہ فلاں لڑکی کو میں نے دودھ پلایا تھا، میرے مرنے کے بعد تم اس سے شادی نہ کرنا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): جب عورت نے یقین کے ساتھ گواہی دے دی ہے، تو اس کے بعد شوہر کے لیے اس عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں، کیونکہ وہ لڑکی شوہر کی رضاعی بیٹی ہے۔ البتہ یہ

جانچ کر لی جائے کہ دودھ کتنی بار پلایا ہے؟ کیونکہ پانچ سے کم بار دودھ پلانے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

سوال: اگر خالہ کا دودھ پیا ہے، تو اس کی بیٹی سے شادی کا کیا حکم ہے؟

جواب: خالہ کا دودھ پیا ہے، تو خالہ رضاعی ماں بن گئی اور اس کی بیٹی رضاعی بہن، لہٰذا دونوں کا نکاح جائز نہیں۔

سوال: ہندہ کے چھ بچے ہیں، تین لڑکے اور تین لڑکیاں۔ ہندہ نے اپنی خالہ زاد بہن کے لڑکے کو بھی دودھ پلایا،، کیا اس رضاعی لڑکے کا نکاح ہندہ کی نواسی سے ہوسکتا ہے؟

جواب: ہندہ کے رضاعی بیٹے کا نکاح ہندہ کی نواسی سے جائز نہیں، کیونکہ وہ لڑکی کا رضاعی ماموں ہے اور جیسے نسبی ماموں بھانجی کا نکاح جائز نہیں، ایسے ہی رضاعی ماموں بھانجی کا نکاح جائز نہیں۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿...... وَبَنَاتُ الْأُخْتِ ......﴾ (النّساء : ٢٣)

''......اور بہنوں کی بیٹیوں کو (بھی تم پر حرام کر دیا گیا ہے)۔''

یہاں رضاعی بھانجیاں بھی مراد ہیں، کیونکہ جو رشتے ولادت سے حرام ہوتے ہیں، وہ رضاعت سے بھی حرام ہوتے ہیں۔

سوال: جس لڑکی نے بھابھی کا دودھ پیا ہے، کیا اس سے نکاح ہوسکتا ہے؟

جواب: اس سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ یہ رضاعی بھتیجی ہے، کیونکہ یہ لڑکی بھائی کی رضاعی بیٹی ہوئی۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿...... وَبَنَاتُ الْأَخِ ......﴾(النّساء : ۲۳)

''......اور بھائی کی بیٹیوں کو (بھی تم پر حرام کر دیا گیا ہے)۔''

جس طرح نسبی بھتیجیوں سے نکاح جائز نہیں، اس طرح رضاعی بھتیجیوں سے نکاح بھی جائز نہیں۔

❀ نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح کر لیں۔ فرمایا: وہ تو میری رضاعی بھتیجی ہیں۔ (صحیح بخاری: ۵۱۰۰)

سوال: ایک عورت نے اس مرد سے نکاح کیا، جس کی نانی کا دودھ اس عورت نے پیا تھا، کیا ان کا نکاح جائز ہے؟

جواب: اگر اس عورت نے مرد کی نانی کا دودھ مدت رضاعت میں کم از کم پانچ بار پیا ہے، تو حرمت رضاعت ثابت ہے، کیونکہ وہ عورت اس مرد کی رضاعی خالہ ہے۔ تو جس طرح نسبی خالہ سے نکاح جائز نہیں، اسی طرح رضاعی خالہ سے نکاح بھی جائز نہیں۔ اگر نکاح کر لیا ہے، بعد میں رضاعت کا علم ہوا، تو دونوں میں جدائی کرائی جائے گی۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿...... وَخَالَاتُكُمْ ......﴾(النّساء : ۲۳)

''......اور تمہاری خالائیں (بھی تم پر حرام کر دی گئی ہیں)۔''

نسبی اور رضاعی خالاؤں کا ایک ہی حکم ہے۔